تحریک انصاف: مدینہ سے کوفہ تک

(آخری حصہ)

تحریر: سہیل احمد لون

پاکستان تحریک انصاف کے ورکروں کا جرم یا گناہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے چیئر مین سے بے پناہ محبت کی ہے اور محبت اندھی ہوتی ہے لیکن اُس وقت اور خوفناک صورت حال اختیار کر لیتی ہے جب اندھے سے کی جائے۔ میں تحریک انصاف کے ورکروں سے اس بات پر بھی اختلاف کرتا ہوں کہ عمران خان دیانتدار انسان ہے۔ یہ کیسی دیانتداری ہے کہ آپ کے کندھے پر بندوق رکھ کر سارا شہر قتل ہو جائے اور آپ الزام لینے کیلئے بھی تیار نہ ہوں۔ وہ شخص انتہائی بددیانت ہوتا ہے جو اس وجہ سے دیانتدار ہو کہ لوگ مجھے بددیانت نہ سمجھیں۔ دیانتداری تو انسان کے انسان ہونے کی اعلیٰ ترین دلیل ہے۔ اب آپ بتائیں کہ ڈاکٹر یاسمین راشد 2010ء میں ایک طویل سروس کے بعد ریٹائرڈ ہوئیں اور 2013ء 2017ء اور پھر 2018ء میں پارٹی نے اسے قومی اسمبلی کے ٹکٹ پہ در پہ ہارنے کے بعد دیئے اور ظلم تو یہ بھی ہوا کہ محترمہ کو جب 2018ء میں قومی اسمبلی کا ٹکٹ دیا گیا تو صوبائی اسمبلی کی مخصوص نشستوں میں اُن کا نام سرِفہرست تھا یعنی اگر پنجاب سے پی ٹی آئی چار قومی نشستیں بھی جیت لیتی تو ایم پی اے ڈاکٹر یاسمین راشد تھیں اور یقیناً انہیں صوبائی اسمبلی کی نشست کے ساتھ وزیر صحت کا علم بھی دے دیا گیا ہو گا اب وہ کیوں اپنے قومی الیکشن میں محنت کرتیں اور پھر نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ وہ ڈی موارلائیز نواز شریف سے ہاریں، بیمار کلثوم نواز سے ہاریں اور غیر معروف سیاسی ورکر وحید عالم خان سے بھی ہار گئیں مگر آج بھی اُن کے آفس میں علی عامر نام کا اُن کا رشتے دار بیٹھا سارے پنجاب پر حکمرانی کر رہا ہے۔ حرام ہے انہوں نے عمران خان کے کسی ساتھی کے طرف ہمدردی سے دیکھا بھی ہو۔

پنجاب میں دو فیصلے انتہائی غلط ہوئے ایک تو عبدالعلیم خان ایسے زیرک اور تعلیم یافتہ سیاستدان کی موجودگی میں ایک گمنام بلوچ سردار کو لا کر پنجاب کی عوام کے سروں پر مسلط کر دیا گیا جو تازہ تازہ چھ افراد کے قتل کی دیت ادا کر کے کے رہا ہوا تھا۔ بزدار نہ تو پنجاب کے لوگوں کو جانتے ہیں اور نہ ہی پنجاب کے لوگ ان سے واقف ہیں اور پاکستان تحریک انصاف کے ورکروں سے اُن کا دور دور کا کوئی واسطہ نہیں۔ وزیراعظم کا کہنا تھا کہ اُس کے گھر میں تو بجلی بھی نہیں جبکہ اب وہ خود بجلی فراہم کرنے کی پوزیشن میں ہے۔ چھوٹی چھوٹی ٹرانسفرز کیلئے چھوٹے چھوٹے لاتعداد بزدار مارکیٹ میں دستیاب ہیں جو بیس بیس تیس تیس ہزار لے کر بھی ٹرانسفر کروا دیتے ہیں۔ چیف منسٹر بزدار نے تحریک انصاف میں ایک دن بھی کام نہیں کیا اور سیدھا آ کر وزیر اعلیٰ کے منصب پر فائز ہو گیا۔ کسی نے درست کہا ہے کہ نیازی اپنے آخری فیصلے میں کبھی معتبر نہیں ہوتے گو کہ آخری فیصلے سے پہلے وہ تمام غلط فیصلے کر چکے ہوتے ہیں۔ دسمبر 1971ء کے بعد نیازی پاکستان میں نایاب ہو گئے تھے صرف منیر نیازی ہی ایک قابل احترام نیازی نظر آ رہا تھا لیکن نیازیوں کی پہلی کھیپ عمران خان نیازی کے ورلڈ کپ جیتنے

کے بعد منظر پر آئی اور دوسری تحریک انصاف بننے کے بعد لیکن دونوں دستیاب کھیپ آہستہ آہستہ منظر سے غائب ہو گئیں بلکہ حفیظ اللہ نیازی جو عمران خان کے بہنوئی تھے اب جیو نیوز چینل پر بیٹھ کر عمران خان کی غیبت کرر ہے ہوتے ہیں لیکن قسمت کی ستم ظریفی دیکھیں کہ اب پی ٹی آئی کے کسی پروگرام کے ہجوم میں پتھر اچھال دیں تو ضرور کسی نہ کسی نیازی کو ہی لگتا ہے۔ پنجاب شکایت سیل کا انچارج بھی ایک نیازی ہی ہے جو زبیر نیازی کے نام سے جانا جاتا ہے اور جس کو اس کے حلقے کے لوگ الیکشن کے بعد اب تک تلاش کرر ہے ہیں لیکن وہ اپنی غربت اور بھوک ختم کرنے میں مصروف ہے اور کافی حد تک اس میں کامیاب بھی ہو چکا ہے۔ پی ایچ اے کا چیئر مین سید یاسر گیلانی کو لگایا گیا ہے جو بلاشبہ بانی رکن ہیں لیکن 2002ء سے لے کر 2009 تک وہ کہیں نظر نہیں آئے اور اپنی جاب کرتے رہے لیکن میاں محمود الرشید جو چیئر مین کو ''ڈیڈ ہارس'' کہہ کر پارٹی چھوڑ چکے تھے جب اپنا عرصہ بغاوت ختم کر کے واپس لوٹے تو یہ صاحب ان کی فائلیں اٹھائے پھرتے تھے لیکن انہیں ٹکٹ بھی ملے اور سرکاری عہدہ بھی جس کیلئے اُن میں کوئی صلاحیت موجود نہیں۔ لاہور کا صدر غلام محی الدین دیوان ایک لطیفہ نما شخص ہے لیکن تحریک انصاف کی بدقسمتی دیکھیں کے تین بانی رکن احمد علی بٹ' عرفان حسن اور فاروق خان اُس کے ماتحت کام کرر ہے ہیں ۔ دیوان صاحب کی سیاسی اوقات یہ ہے کہ انہوں نے اپنے لاہور آفس میں سرکاری نمبر اپنے کشمیر کوٹے سے لگوایا ہے۔ اور پارٹی ورکر انہیں شرمندگی کے ساتھ برداشت کرر ہے ہیں کیونکہ یہ سیف اللہ نیازی کے ہر فیصلے کو وہ اپنے چیئر مین عمران خان کا فیصلہ سمجھتے ہیں جبکہ ایسا کچھ بھی نہیں عمران خان کے تو علم میں بھی نہیں ہو گا کہ اُس کے جانثار تاریک راہوں میں مارے جا چکے ہیں اور جب کبھی عمران کو مشکل وقت میں اُن کی ضرورت پڑی تو سوائے ہتھیار پھینکنے کے اُس کے پاس کوئی دوسرا آپشن نہیں ہو گا۔

پنجاب کے گورنر چوہدری سرور صرف اپنی زوجہ کے منع کرنے کے باوجود صرف خواتین کے پروگرام میں جاتے ہیں اور مضحکہ خیز بات تو یہ ہے کہ ریاست مدینہ کا یہ گورنر برطانیہ میں کیش اینڈ کیری کی ایک بڑی chain کا ڈائریکٹر ہے جہاں آج بھی web sites پر اُن کا نام بطور ڈائریکٹر درج ہے یعنی ابھی وہ کام پر ہیں۔ انہوں نے ابتداء میں چیف منسٹر سے اختلافات بنانے کی کوشش کی لیکن بعد ازاں کسی انجانی طاقت کے منع کرنے پر ہنسی خوشی رہنے لگے اور پھر کبھی دونوں نے ایک دوسرے کی لوٹ مار اور ''معاملات'' میں مداخلت نہیں کی۔ گورنر ہاؤس اور چیف منسٹر کے دروازے تحریک انصاف کے عام ورکروں کیلئے بند ہو چکے ہیں جب کہ خاتون اول کے ذاتی ڈرائیور کیلئے یہ پروٹوکول کے ساتھ کھلتے ہیں۔ وقت گزر چکا اور مزید گزر رہا ہے لیکن ابھی تک عام آدمی ریاست مدینہ کے سربراہ کی طرف دیکھ رہا ہے جو پاکستان بھر میں انصاف سب کیلئے اور دو نہیں ایک پاکستان کا ڈھول پیٹ رہا ہے لیکن اُس کے اپنے ورکر جو ہر معرکہ میں اُس کے ساتھ تھے انصاف کیلئے دربدر ہور ہے ہیں۔ گلی محلوں میں تنظیم سازی کرتے ہوئے تحریک انصاف کے ورکروں کو تو کیا لگانا تھا نون لیگ کے اُن ورکروں کو اُن کے سروں پر مسلط کر دیا ہے جس کے خلاف تحریک انصاف کے ورکر 22 سال تک سیاسی جنگ لڑتے رہے ہیں اور آج انہیں مفتوح سپاہیوں کے ہاتھوں ذلیل وخوار ہور ہے ہیں۔ تحریک انصاف کا وہ ورکر جو کل تک سینہ تان کر عمران خان کو ووٹ دینے پر فخر محسوس کرتا تھا آج شرمندہ ہے۔

مرادراس صوبائی وزیر تعلیم اول تو کسی کا فون ہی نہیں سنتے اور اگر کوئی گرتا پڑتا اُن کے آفس تک پہنچ جائے تو ایک بہت بڑا انکار ورکروں کا

منتظر ہوتا ہے۔ میں مستقبل قریب میں تحریک انصاف کے ورکروں اور کرائے کی قیادتوں کے درمیان ایک بڑا تصادم دیکھ رہا ہوں۔ مراد راس نواز شریف کے وفادار ساتھی کرنل راس کے بیٹے اور میاں شہباز شریف کے فرزندِ ارجمند حمزہ شہباز کے برادرِ نسبتی (سالے صاحب) ہیں اب بزدار نے اُسے کس میرٹ پر لگایا ہے یہ تو سمجھ آتا ہے لیکن وزیر اعظم و چیئر مین تحریک انصاف نے اُسے کیوں برداشت کر رکھا ہے یہ سمجھ سے بالاتر ہے۔ میاں اسلم اقبال کی ایک ہی پارٹی ہے جس کا نام میاں عامر ہے اور جب بھی کبھی تولنے کی باری آئی تو اُن کا پلڑا میاں عامر کی طرف ہی جھکا نظر آئے گا کہ میاں عامر نے تو اُس زمانے میں بھی انہیں سپورٹ کیا ہے جب اُن کا ڈیرہ شہر بھر کے جواریوں کی آماجگاہ ہوتا تھا۔ میاں محمود الرشید بطور لیڈر آف دی اپوزیشن ہمیشہ فائلیں لیئے سابق وزیر اعلیٰ شہباز شریف کے پیچھے پیچھے نظر آئے اب وہ خود وزیر ہیں سو اُن کے سیاسی نظریات کو سمجھانے کیلئے کسی راکٹ سائنس کی ضرورت نہیں۔ یہاں حماد اظہر کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں یہ صاحب سابق گورنر پنجاب میاں اظہر کے ہونہار فرزند ہیں یہ وہی میاں اظہر ہیں جن کو نواز شریف نے کونسلر سے گورنر بنایا لیکن نواز شریف کے خلاف ہونے والی فوجی بغاوت میں جب قاف لیگ بنانے کی باری آئی تو انہوں نے چن چن کر لوگ دیئے اور آخری وقت پر میاں اظہر صاحب خود قاف لیگ کی سیاست سے محروم ہو گئے اب ایسے ڈی۔ این۔ اے کے بارے میں کچھ لکھنا نہیں چاہتا آپ خود رائے قائم کر سکتے ہیں۔ موجودہ جنرل سیکرٹری شمالی لاہور مہر واجد عظیم جس نے لاہور سے دو انتخابی معرکہ انتہائی جرات سے لڑے اور بہترین نتائج فراہم کئے لیکن اُن سے انتخابی حلقہ چھین کر حماد اظہر کو دے دیا گیا اور اب مہر واجد جس حلقہ سے ایم۔ این۔ اے کا الیکشن لڑ رہے ہیں وہاں سے قومی اور صوبائی حلقہ سے چوہدری سرور الیکشن لڑنے کیلئے پر تول رہے ہیں جس کیلئے کام شروع ہو چکا ہے۔ سب کو کچھ نہ کچھ حصے آیا اگر ناانصافی کسی کے ساتھ ہوئی ہے تو وہ صرف اور صرف تحریک انصاف کا ورکر ہے جو الیکشن سے پہلے کسی نئے آشیانے کی تلاش میں ہے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ میں کالم کا عنوان ''تحریک انصاف: مدینہ سے کوفہ تک'' نہ نکالتا تو کیا نکالتا؟؟؟

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔ سرے

sohailloun@gmail.com

07-12-2020